السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک کنویں میں بہت سا پانی ہے اور اس میں ایک کتے کا بچہ گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ پانی کنویں کا ناپاک ہے یا پاک؟ بعض جہلا کہتے ہیں کہ جب تک کل پانی نہ نکالا جائے، تب تک پاک نہیں ہوسکتا۔ آیا وہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں یا غلط؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جب کتے کا بچہ کنویں سے نکال لیا گیا اور کنویں میں پانی بہت سا ہے تو اگر پانی دو قلہ یا دو قلے سے زیادہ ہے تو اس کنویں کا پانی پاک ہے۔ حجۃ اللہ البالغۃ (1/147 مصری) میں ہے:

وَعَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا كَانَ اَلْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلَ اَلْخُبْثَ)[1] (الی) وانما جعل القلتین حدا فاصلا بین الکثیر والقلیل لامر ضروري لابد منہ ولیس تحکما ولاجزافا وکذا سائر المقادیر الشرعیة (الی قولہ) وقد اطال القوم فی فروع موت الحیوان فی البئر والعشر فی العشر والماء الجاري ولیس فی کل ذلک حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم البتة واما الآثار المنقولة عن الصحابة والتابعین کاثر ابن الزبیر فی الزنجی وعلی رضی اللہ تعالی فی الفارة والنخعی والشعبی فی نحو السنور فلیست مما یشهد له المحدثون بالصحة ولا مما اتفق علیہ جمهور اہل القرون الاولی وعلی تقدیر صحتها یمکن ان یکون ذلک تطییبا للقلوب وتنظیفا للماء لا من جهة الوجوب الشرعی کما ذکر فی کتب المالکیة ودون نفی ہذا الاحتمال خرط القتاد وبالجملة فلیس فی ہذا الباب شئ یعتد بہ ویجب العمل علیہ وحدیث القلتین اثبت من ذلک کلہ بغیر شبهة ومن المحال ان یکون اللہ تعالی شرع فی المسائل (لعبادہ شئیا زیادة) علی مالا ینفکون عنہ من الارتفاقات وہما مما یکثر وقوعہ ونعم بہ البلوي ثم لا ینص علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصا جلیا ولا یستفیض فی الصحابة ومن بعدهم ولا حدیث واحد فیہ واللہ تعالی اعلم[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جب پانی دو قلے ہو تو وہ گندگی نہیں اٹھاتا۔ آب کثیر اور آپ قلیل کے درمیان قلیتین کو ایک ضروری امر کی وجہ سے حد فاصل ٹھہرایا ہے کسی زبردستی یا اٹکل کے سبب یہ حد بندی نہیں کی اور تمام مقادیر شرعیہ کا یہی حال ہے کہ کسی کے اندر بھی زبردستی اور اٹکل کا دخل نہیں ہے۔ پھر لوگوں نے کنویں کے اندر جاندار کے مرجانے دہ دردہ اور بہنے والے پانی کے متعلق بہت زیادہ جزئی مسائل نکال لیے حالاں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سب مسائل کے متعلق قطعاً احادیث مروی نہیں ہیں، البتہ جو آثار صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے مثلا: ابن زبیر سے زنگی کے متعلق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چوہیا کے بارے میں اور نخعی اور شعبی سے بلی جیسے جانور کے متعلق مروی ہیں۔ ان کے متعلق محدثین نے صحت کی گواہی دی ہے نہ قرون اولیٰ کے جمہور کا ان پر اتفاق ہے۔ اگر وہ آثار صحیح بھی ہوں تو ممکن ہے کہ وجوب شرعی کے طور پر نہیں بلکہ لوگوں کے دل مطمئن کرنے اور پانی کی نظافت کے لیے ہوں جیسا کہ کتب مالکیہ میں مذکور ہے۔ اگر یہ احتمال صحیح نہیں ہے۔ تو اس میں سخت دقت ہے۔ المختصر اس باب میں کوئی قابل اعتماد اور واجب العمل شے نہیں ہے اور حدیث قلتین بلاشبہ ان سب سے زیادہ ثابت ہے نیز یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسائل میں اپنے بندوں کے لیے ان تدابیر کے اوپر جو ان کے اوپر لازم ہیں۔ کچھ بڑھایا ہو اور باوجود ان چیزوں کے کثرت وقوع اور عموم بلوی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی واضح حکم نہ دیا ہو اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں وہ معروف نہ ہوا ہو اور اس بارے میں ایک بھی حدیث نہ ہو۔ (کتبہ محمد عبداللہ (8 شعبان 1332ھ)

---

[1]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (63) سنن الترمذی رقم الحدیث (67) سنن النسائی رقم الحدیث (52) نیز دیکھیں ارواء الغلیل (160)

[2]۔ حجۃ اللہ البالغۃ (ص: 388-391)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05